حافظ صلاح الدین یوسف

درس حدیث

4۔ لا تغضب

(صحیح بخاری' کتاب الادب' باب الحذر امن الغضب' حدیث 5765)

"غصہ نہ کیا کرو"

یہ بات نبی کریم ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمائی جب ایک شخص نے آپ سے یہ فرمائش کی کہ مجھے وصیت (نصیحت) فرمائیں تو آپ نے اس سے فرمایا غصہ نہ کیا کرو اس نے بار بار کئی مرتبہ نصیحت کرنے کی درخواست کی آپ نے ہر مرتبہ اسے یہی فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

آپؐ کے اس فرمان اور بار بار کی تاکید سے واضح ہے کہ غضبناک ہونا' سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔

غصہ کیا چیز ہے؟ اور یہ کیوں نا پسندیدہ ہے؟ غصے کا مطلب ہے فورا اشتعال میں آ جانا' گرم ہو جانا' آپے سے باہر ہو جانا اور بے سوچے سمجھے جو منہ میں آئے کہتے چلے جانا یا جو جی میں آئے کر گزرنا۔

ظاہر بات ہے کہ جو بات بغیر سوچ سمجھے کی جائے اور جو کام اشتعال میں آ کر اس کے نتائج پر غور کئے بغیر کیا جائے اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا' اس اعتبار سے یہ شیطانی عمل ہے اس لئے یہ ناپسندیدہ ہے۔ جلدبازی میں ایسا کام کرنا یا زبان سے ایسے الفاظ ادا کرنا جس پر بعد میں پیشمانی اور افسوس ہو' کسی عقل مند اور سمجھ دار آدمی کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ عقل مند آدمی تو ہر بات کہنے سے پہلے اسے تولتا اور ہر کام کرنے سے پہلے اس کے انجام پر غور کرتا ہے اور غصے میں عقل و تدبر پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے لا یقضین حکم بین اثنین وھو غضبان۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب 13 ہل یقضی القاضی او یفتی وھو غضبان) "کوئی حاکم (منصف) غصے کی حالت میں دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے" کیونکہ غصے میں وہ اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں رکھ سکے گا۔ اس طرح دونوں کے معاملات پر سنجیدگی سے غور و فکر بھی نہیں کر سکے گا جب کہ بات کی تہہ تک پہنچنے اور صحیح صحیح فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جذبات سے بالاتر ہو کر سارے معاملے کا جائزہ لیا جائے اور پھر فیصلہ کیا جائے۔

اکثر لوگ غصے میں آکر اول فول بکنے کو یا مار دھاڑ کرنے کو شیوہ مردانگی سمجھتے ہیں اس لئے وہ غصے پر قابو پانے کی کوئی کوشش نہیں کرتے ایسے لوگ غصے میں اپنی زبان یا ہاتھ سے بہت سے نقصانات کر بیٹھتے ہیں جس پر بعد میں پچھتاتے ہیں ایسے لوگوں کو نبی ﷺ کی یہ حدیث یاد رکھنی چاہئے۔

لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب۔ (بخاری' کتاب الادب' باب 76' الحذر من الغضب)

ترجمہ:۔ "پہلوان وہ نہیں ہے جو پچھاڑے بلکہ پہلوان طاقتور تو صرف وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے"

اس لئے شیوہ مردانگی غصے میں بے قابو ہو جانا نہیں ہے بلکہ غصے کی حالت میں اپنے نفس اور جذبات پر کنٹرول رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان و تقویٰ کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں:

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ (آل عمران 134)

دوسرے مقام پر فرمایا:

واذا ماغضبوا ھم یغفرون (الشوری 37)

ترجمہ:۔ "جب وہ غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں" (ہر مومن کو یہی خوبی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے اللہ کی نافرمانی پر غضب ناک ہونا' ایمان کی علامت ہے)

تاہم یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آپس کے دنیاوی معاملات میں غضب ناک ہونا ناپسندیدہ اور وہاں درگزر اعراض اور معافی پسندیدہ عمل ہے جب کہ ایک مومن کا اللہ کی نافرمانی کے ارتکاب پر غضب ناک ہونا شرعاً پسندیدہ اور مطلوب ہے جیسے نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے علاقے کے امام کی شکایت کی کہ وہ صبح کی نماز بہت لمبی پڑھاتا ہے۔ جس کی وجہ سے صبح کی نماز میں پیچھے رہتا ہوں آپ یہ بات سن کر اتنے غضب ناک ہوئے کہ وہ صحابی بیان فرماتے کہ اتنا غضب ناک میں نے آپ کو کسی وعظ و نصیحت

کے موقع پر نہیں دیکھا (صحیح بخاری کتاب الاحکام' باب نمبر 13 ہل یقضی القاضی ......)

آپ کے غضب ناک ہونے کی وجہ یہی تھی کہ اس امام کا طرز عمل شرعی ہدایات کے خلاف تھا آپ کی ہدایت تو یہ تھی جسے آپ نے اس موقع پر بھی بیان فرمایا کہ امام مختصر نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں بوڑھے' کمزور' بیمار اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

حدیث میں ایک اور واقعہ آتا ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ماہواری کے ایام میں طلاق دے دی (جب کہ ان ایام میں طلاق دینے کی ممانعت ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اسے چاہیے کہ وہ رجوع کرے اور اس وقت تک طلاق نہ دے جب تک وہ پاک نہ ہو جائے۔

پاک ہونے کے بعد طلاق دینا چاہیے تو طہر کی حالت میں طلاق دے (صحیح بخاری' کتاب و باب مذکور)

ان دونوں واقعوں سے واضح ہوا کہ شرعی احکام کی مخالفت دیکھ کر غضب ناک ہونا ایک پسندیدہ امر ہے' کیونکہ ایک مومن کے لئے اللہ کی نافرمانی ناقابل برداشت ہے اس سے خود اگر اللہ کی نافرمانی کا صدور ہوتا ہے تو وہ سخت مضطرب اور پریشان ہوتا ہے اور فوراً توبہ و استغفار کا اہتمام کرتا ہے اگر کوئی اور اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس پر ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے اللہ کی نافرمانی والے کاموں پر نہ خود اصرار کرتا ہے اور نہ دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھ کر اسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتا ہے۔

5۔ الدین النصیحۃ

(صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان ان الدین النصیحۃ باب 23)

ترجمہ:۔ "دین خیر خواہی کا نام ہے"

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ایسے ہی ہے جیسے آپ نے فرمایا:

الحج عرفۃ۔ (مسند احمد صحیح الجامع' رقم 3172)

"حج عرفے کا نام ہے یعنی عرفات میں وقوف حج کا اہم ترین رکن ہے اور اس کے بغیر حج' حج نہیں اسی طرح خیر خواہی دین کا اہم ترین فریضہ ہے جس شخص کے اندر خیر خواہی کا جذبہ نہیں اس کا دین خام ہے۔

حدیث میں اس کی مزید تفصیل بیان ہوئی ہے صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لمن کسی کی خیر خواہی کرنی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کی' اس کی کتاب کی' اس کے رسول کی' مسلمانوں کے حکمرانوں کی اور عام مسلمانوں کی۔

اللہ کی خیر خواہی کا مطلب اس پر ایمان لانا' اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ہے اس میں دراصل انسان کی اپنی ہی خیر خواہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو کسی بھی ناصح کی خیر خواہی کا محتاج نہیں۔

کتاب اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ اسے اللہ کا کلام اور اس کی طرف سے نازل شدہ سمجھا جائے اس کی تلاوت اور اس پر عمل کا التزام کرے اور اس میں لفظی و معنوی تحریف سے اجتناب کرے رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی آپ کی رسالت کی تصدیق آپ کے احکام کی اطاعت اور آپ کی سنت و شریعت کا اتباع کرنا ہے امراء و حکام کی خیر خواہی یہ ہے کہ حق باتوں میں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے اور معصیت کے علاوہ دوسری باتوں میں ان کی اطاعت کی جائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سے ان کو سیدھا رکھنے کی سعی کی جائے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت سے گریز کیا جائے الا یہ کہ ان سے کفریہ عقائد یا اعمال کا اظہار ہو اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کو بھی ایسے مشورے دیئے جائیں جن میں ان کی بھلائی ہو اور ان کے لئے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ خیر خواہی کی بڑی اہمیت ہے یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام سے بیعت لیتے وقت جن باتوں کی تاکید فرمایا کرتے تھے ان میں ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا بھی شامل ہوتا تھا جیسے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی' نماز کے قائم کرنے' زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔ (صحیح بخاری و مسلم کتاب الایمان)

علاوہ ازیں قرآن میں بھی جب یہ کہا گیا ہے کہ:

انما المومنون اخوۃ (الحجرات 10)

ترجمہ :۔ "سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اور حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔

(صحیح بخاری و مسلم کتاب الایمان)

ترجمہ:۔ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہ کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تو اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ ایسا ہی برادرانہ' ہمدردانہ اور خیر خواہانہ معاملہ کیا جائے جیسے وہ دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہے۔

اگر مسلمان اس سبق کو اچھی طرح یاد کرلیں اور اسے اپنی زندگی میں اپنا لیں تو یقیناً کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ دھوکہ اور فریب نہ کرے گا اور کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کرے گا جس سے دوسرے مسلمان کو دکھ یا نقصان پہنچے۔